



**ضوابط**  
چند سالانہ عوام سے تین روپے  
"ششماہی" ایک روپیہ بارہ  
"سالانہ سرپرستوں" غلہ  
"امراء" غلہ  
"والیان ریاست" عیسائی روپے  
ممالک غیر سے اشٹلنگ  
راعی اور رعایا کے تعلقات کو  
مضبوط اور مستحکم بنانا۔

**مستقل قواعد**  
اسلام کی خوبیوں اور برکات  
کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر  
اسکی فضیلت ظاہر کرنا دنیا  
میں تبلیغ اسلام کے اہم فرامین  
کو ادا کرنا اور معتز ضیق کے حصول  
کا کامل و صحیح جواب دینا۔  
راعی اور رعایا کے تعلقات کو  
مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۳ اخبار نور قادیان دارالامان مخبر ۳ مارچ ۱۹۴۵ء مطابقی، بیع الاول نمبر ۳

**سکھ اور مسلمان**

سردار آتما سنگھ نام دھاری سکھ لیڈر رئیس اولپنڈی  
لکھتے ہیں کہ "مسلمان اس بزرگ محترم پیغمبر کے ماننے والے  
ہیں۔ جس نے ساری دنیا کو اپنی محبت و فضل سے جیت  
لیا۔ سکھ اور مسلمان دونوں خدا کی توحید کے قائل ہیں۔ اور  
یہ بڑے رنج کی بات ہے کہ یہ ہم عقیدہ تو ہیں آپس  
میں الجھ پڑیں۔ سکھ اور مسلمان صرف مسئلہ توحید میں  
ہی متفق نہیں ہیں۔ بلکہ اور بھی کئی باتوں میں مثلاً مسئلہ طہارت  
کو لیجئے جس طرح مسلمانوں کا یہ اصول ہے کہ وہ نماز یا  
قرآن شریف کے پڑھنے سے پہلے وضو کرتے ہیں۔ یعنی منہ  
نا نقول اور پاؤں کا دھونا۔ یہی طریق سکھوں میں بھی ہے  
"راہ راس" و شری گرنٹھ صاحب کے پڑھنے سے پہلے  
سکھوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پنج اشنانہ کریں  
پنج اشنانہ کیا ہے۔ منہ، نالھوں، اور پاؤں کا دھونا جیسا کہ  
مسلمان بوقت وضو کرتے ہیں۔

پھر لیجئے "طریق دعا" کو جس طرح ایک بزرگ شخصیت  
مسلمانوں میں دعا کے لئے مانتے اٹھاتی ہے۔ اور دوسرے لوگ  
بھی مانتے اٹھا کر خاموشی سے اسکی ٹال میں ٹال مالتے ہیں۔ اسی  
طرح سکھ صاحبان کے ٹال بھی ایک واجب الاحترام شخصیت  
کھڑی ہو کر خدا کے حضور مانتے جوڑ کر باوازلہ دعا کرتی ہے۔  
دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو کر خاموشی سے اسکی ٹال میں  
ٹال مالتے ہیں۔ دیکھئے کتنی مشابہت ہے۔ جس طرح مسلمانوں  
کے ٹال میں یہ دستور ہے کہ وہ سفر پر جاتے وقت پہلے  
دعا کرتے ہیں۔ ٹھیک یہی صورت سکھوں میں بھی ہے۔  
تمباکو نوشی | اسلام میں بھی تمباکو نوشی کو مکروہ سمجھا  
گیا ہے۔ اور سکھوں میں اس سے بھی آگے  
یعنی حرام۔ سکھوں میں جس طرح ہتھیار یعنی گریبان رکھنا  
ضروری ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی یہ حکم خذوا اسلحتکم  
یعنی اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھو (پارہ ۱۵۶) میں  
موجود ہے۔ جس طرح سفر پر روانہ ہوتے وقت اگر ایک

سے زیادہ ہوں۔ تو مسلمانوں کے ٹال یہ طریق ہے کہ ان میں سے  
ایک امیر سفر ہو۔ اسی طرح سکھوں میں بھی "جیتے دار"  
کا رواج ہے۔ جیتے دار اور امیر سفر ایک ہی چیز ہے۔  
کھٹے بیٹھ کر کھانا | جس طرح مسلمانوں کے ٹال تلی جذبہ  
اور مساواتی روح کو نمایاں کرنے کے  
لئے یہ رواج ہے کہ کھٹے بیٹھ کر کھانا کھایا جائے۔ اصولاً  
یہی دستور سکھوں میں بھی موجود ہے۔ جب ان کے ٹال  
پوئل یا امرت پان کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ تو جیتے دار  
امرت چھکنے والے ہوتے ہیں۔ ان سب کو ایک ہی بانڈا بڑوں  
میں کڑھا پرشاد (متبرک حلہ) کھلایا جاتا ہے۔ اور انہیں  
اس وقت یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ تم آج سے بھائی بھائی  
ہو۔ ہندو مذہب یا منو شاستر اس کا خواب میں بھی رونا  
نہیں۔ یہ بھنسم اسلامی تعلیم یا عقیدہ ہے۔

جس طرح اصولاً مسلمانوں میں کوئی خاص قوم یا قومی امتیاز  
نہیں۔ بھنسم یہی صورت اصولاً سکھوں میں بھی ہے۔  
جس وقت مختلف اقوام کے لوگ ایک ہی وقت میں ٹال  
لیتے یعنی سکھ بنتے ہیں۔ اس وقت انہیں یہ ہدایت کی  
جاتی ہے کہ تمہاری سابقہ قومیت جاتی رہی۔ اب تم شری  
گورو گوبند سنگھ کی قومیت میں داخل ہو گئے۔ آج سے  
تمہاری ذات سوڈھی باپ گورو گوبند سنگھ جی مائی شرمیتی  
جی صاحب دیوال۔ گویا جس طرح اصولاً مسلمان ہو کر پہلی قومیت  
کا کوئی وزن نہیں رہتا۔ اور سب مسلمان بھائی بھائی کہلاتے  
ہیں۔ اصولاً یہی صورت سکھوں میں بھی ہے۔ ٹال یہ دوسری  
بات ہے کہ عمل کہاں تک ہے۔ مگر اس وقت سوال عمل  
کا نہیں اصول کا ہے۔

جس طرح مسلمانوں کے ٹال حلہ کی قدر ہے۔ اور  
حلہ | مسلمانوں کے ٹال یہ ایک مشہور قول ہے۔ "المومنو  
حلوا یحب الحلوہ" یعنی مومن سبھاؤ سے حلیم ہے۔  
اسی لئے یہ حلہ کو پسند کرتا ہے۔ اور سکھوں میں حلہ یعنی  
کڑھا پرشاد کی جو عظمت ہے وہ اظہر من الشمس۔  
لباس | جس طرح مسلمان کے ٹال پگڑی اور لمبے کرتے

اور اچکن وغیرہ کا رواج ہے۔ یہی لباس سکھوں کے  
ٹال میں پر دھان ہے۔ ڈاڑھی جیسے مسلمان کے ٹال ایک  
مقدس چیز ہے۔ اسی ہی سکھوں کے ٹال بھی۔ بلکہ سکھوں  
کے ٹال اسکی پابندی زیادہ ہی ہے۔ طرز لباس اور شکل  
شبہت کو دیکھ کر بعض اوقات کسی اجنبی کا شبہ میں  
پڑ جانا کہ یہ سکھ ہے یا مسلمان کوئی اچھٹے کی بات نہیں  
چنانچہ پروفیسر شیر سنگھ صاحب گینانی ایم۔ اے۔ پی  
ایچ۔ ڈی (لنڈن) اپنے سفر نامہ موسومہ "پرویس یا ترا"  
کے صفحہ ۱۱۵ پر لنڈن میں ایک پروفیسر کی ملاقات کے  
حال میں لکھتے ہیں :-

"پروفیسر میرے پاس آیا۔ تے کہن لگا۔ کہ میں  
تو ٹالوں اک بڑی درجہ چیز دکھاواں۔ میں کہیا شکریہ  
بڑے کاغذ ان تے رومالوں وچ لپیٹی ہوئی اک لپٹک  
لے آیا۔ تے کہن لگا کہ بڑی ہی پرانی مانتہ دی لکھت  
ہے۔ اس لپٹکوں میں بڑا سنہال کے رکھدا ٹال۔  
ایہہ اک میرے گورے متر دی سوکات ہے۔ جو  
اس نے کسے عرب دے پرانے گھرانے وچوں بڑا  
پیسہ دے کے لئی سی۔ کاغذ تے رومال لاه کے کہن  
لگا۔ کہ اس ٹال ذرا پڑھ کے سناؤ۔ میں کہیا جی  
ایہہ بڑی ودھ ملی ست کار پوک قرآن شریف ہے۔ پر شوک  
ہے کہ میں اس ٹال پڑھنا نہیں جاند ا۔ پروفیسر کہن لگا  
اچھا میرا خیال سی کہ ہر ایک مسلمان عربی نہیں تال  
قرآن شریف ضرور پڑھ سکدا ہے۔ میں اس ٹال  
اسدی ناواقفی جتلائی پسند نہ کیتی۔ پروفیسر ایوں  
گلوں گلی میں دسیا کہ میں سکھ ٹال۔ ایتھے پگڑی  
تے ڈاڑھی کر کے بھی عام آدمی جنہاں آگے کدی کوئی  
سکھ نہیں دیکھیا۔ سکھ ٹال عرب یا مصر دار میں  
سمجھدے ہن۔"

ترجمہ :- پروفیسر میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے  
کہ میں آپ کو ایک بڑی نایاب چیز دکھاؤں۔ میں نے کہا  
شکریہ۔ بڑے کاغذوں اور رومالوں میں لپیٹی ہوئی و

دا قلاب برقی پریس ٹال بازار امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر محمد یوسف ایڈیٹر و پبلشر نے نور بلکہ قادیان سے شائع کیا

# شذرات

۲۳ فروری کا پرتاب لکھتا ہے کہ "آریوں کے دھرم گرنٹھ وید اور ستیا رتھ پر کاشی میں ہر آریہ کو ادیش ہے۔ کہ ودیشی (غیر ملکی) راجہ کا مقابلہ کرو۔ شاید اس کا نتیجہ ہے کہ ہر آریہ اور ہندو کے خون میں برطانوی حکومت کی مخالفت ہے! ایک وقت تھا جبکہ آریہ سماج یہ کہتا تھا کہ آریہ سماج ایک مذہبی سوسائٹی ہے۔ اسی کو ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اب یہ ملکی معاملات کے دخل پر فخر کرتا ہے۔ مسلمانوں نے تو ہندوؤں یا آریوں کی طرح ہی ہندوستان کو اپنا ملک بنا لیا۔ پھر مسلمانوں سے آریوں کی مخالفت کیوں؟ غالباً یہ سووی دیا نندی کی اس تعلیم کا اثر ہے۔ جو انہوں نے ستیا رتھ پر کاشی ہندی طبع دوم صفحہ ۲۲۶ پر اس طرح دی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:-

دیکھو جب آریوں کا راج تھا۔ تب یہ سب گائے وغیرہ نہایت مفید جانور نہیں مارے جاتے تھے۔ اسی سبب سے آریہ ورت (ہندوستان) اور دنیا کے اور ملکوں میں انسان وغیرہ جاندار بہت آرام اور آسائش سے رہتے تھے۔ کیونکہ دودھ۔ گھی۔ ہیل وغیرہ جو پاؤں کا بہتات ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں جب دل خواہ میسر آتی تھیں۔ مگر جب سے گنوں وغیرہ کے مارنے والے گوشت خور اور شراب خور بدیشیوں نے اس ملک پر حکومت حاصل کی ہے۔ تب سے آہستہ آہستہ آریوں کا دکھ بڑھتا جا رہا ہے۔"

سوامی دیا نندی کی یہ تعلیم کسی حاشیہ کی محتاج نہیں مگر کیا اس تعلیم کی موجودگی میں ہندوستان کے فرقوں میں کوئی اصلاح کی صورت پیدا ہو سکتی ہے؟ حالانکہ اصلاح کی صورت ہی ہندوستان کو جنت نشاں بنا سکتی ہے۔ اگر ہم کو سوراہ یا ہوم رول مل سکتا تو باہمی اتفاق سے ہی۔ اور اتفاق باہمی رواداری سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

۱۶ جنوری کا پرتاب لکھتا ہے کہ "دیا نند سالویشن مشن کے

درکوں کی کوشش سے ماہ دسمبر میں ۲۴۸ غیر ہندو شدہ گئے۔" اچھوتوں کو تو آریہ غیر ہندو نہیں کہتے۔ جب یہ غیر ہندو کہیں۔ تو اسی سے ان کی مراد عیسائی یا مسلمان ہوتے ہیں۔ عیسائیوں میں ایک تنظیم ہے۔ اور نوادروں کے لئے سہولتیں۔ وہ آریہ بنیں تو کیوں؟ نے دے کر مسلمان ہی آرہتے ہیں۔ جن میں کوئی تنظیم نہیں۔ اور جن میں غریبی بہت ہے۔ اور پھر دیہاتی مسلمان نہ صرف غریب ہی ہیں۔ بلکہ اسلام سے بھی بے خبر کیا ان حالات میں مسلمانوں کا کوئی فرض ہے۔ کیا کوئی انجمن اسلامیہ یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے اس سے نصف

دیکھئے میری میز پر پانچ چھ ریشمی رومالوں میں استرا سے رکھا ہے۔ اور صبح اٹھ کر میں اس کے پانچ صفحے کم از کم ضرور پڑھتا ہوں۔ اور اس سے پڑھنے سے مجھے بہت آند آتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور شری گورو گرنٹھ صاحب کی تعلیم قریباً ایک ہی ہے۔ میں نے کہا۔ اگر یہی مبارک ذہنیت ہم سب میں پیدا ہو جائے۔ تو یہ ہندوستان شام سے پہلے سورگ بھومی بن سکتا ہے۔ فرمانے لگے۔ کہ یہ طرفین کا ہی ایک حد تک قصور ہے اور زیادہ تر مسلمانوں کا۔

کیونکہ مسلمان صدیوں سے یہاں رہتے ہیں۔ اور انہوں نے بہت کم کوشش کی کہ اپنے مذہبی لٹریچر کو ہندوستان کی مردوج زبانوں میں لائیں۔ یہ تو آپ کی ہمت ہے۔ کہ آپ نے گورکھی دانوں کے لئے ہمیشہ ہارو وحانی تحفہ مہیا کیا میں نے شکریہ ادا کیا۔ اور عرض کیا۔ اس میں میری کوئی ہمت نہیں۔ یہ محض خدا کا کام ہے اور اس روحانی تحفہ کے پروان چڑھانے میں بہت کچھ اعلیٰ حضرت حضور نظام اور ہزبانئیس مہاراجہ صاحب بہادر پٹیل کی توجہ گرامی کا دخل ہے۔ ورنہ میری طاقت سے باہر تھا۔ مجھے فرمانے لگے۔ کہ آپ کیسے تشریف لائے۔ میں نے بے تکلفی سے عرض کیا۔ کہ سلام روستائے بے غرض نیست۔ میں فلاں غرض کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سردار صاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے فون کے ذریعہ ہی میرا کام کر دیا۔ جس کے لئے میں خدا کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ سکھ صاحبان ان واجب الاحترام گوروؤں کے پیرو

ہیں۔ جو خود روحانی تھے۔ اور روحانیت کو بہتر رنگ میں سمجھتے تھے۔ اور یہی اثر ہم کسی نہ کسی رنگ میں سکھ صاحبان میں بھی پائے ہیں۔ بھلا ایسے لوگوں سے کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شان مبارک میں جنہوں نے دنیا میں حاکمیت کا سمندر مہا دیا زاب میں بھی سوء ادبی کا خیال کریں۔ ہاں مسلمانوں اور سکھوں میں کبھی کبھی سیاسی جنگیں ضرور ہوتی ہیں۔ اور یہ مسلمانوں میں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اگر خود کیا جائے۔ تو ان سکھوں اور مسلمانوں کی ملکی جنگوں میں بھی بالعموم کسی تیسری قوم کا ہاتھ نہ رہا ہے۔ جیسا کہ ہری پور کے واقعہ میں ہوا۔ اگر ہم سکھ صاحبان کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کلام مجید کے گورکھی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورکھی سیرت سے آگاہ کر سکیں۔ تو یہ ملکی یا دنیوی جنگیں بھی برائے نام رہ سکتی ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ہم ایک دوسرے کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

سکھوں کے مشہور رسالہ پھلواری نے خاک ر کے قرآن مجید کے گورکھی ترجمہ اور گورکھی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ ایسے شاندار روحانی لٹریچر کو پڑھ کر اب ہم مسلمانوں سے دوستی پیدا کرنا موجب فخر سمجھتے ہیں۔ لہذا دوستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کے گورکھی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورکھی سیرت کو نہایت وسیع پیمانہ پر سکھوں میں تقسیم

ایک کتاب لائے۔ اور فرمانے لگے کہ یہ بہت ہی پرانی اور ناقص کی لکھی ہوئی ہے۔ اس نسخہ کو میں بہت ہی حفاظت سے رکھتا ہوں۔ یہ میرے ایک دلی دوست کا تحفہ ہے۔ جو اس نے کسی عرب کے پرانے خاندان سے بہت قیمت دے کر حاصل کیا۔ کاغذ اور رومال اتار کر کھینچے لگے۔ کہ اسے ذرا پڑھ کر سنائیے۔ میں نے کہا کہ صاحب یہ تو بہت ہی قیمتی چیز اور واجب الاحترام قرآن شریف ہے مگر افسوس کہ میں اسکو پڑھ نہیں سکتا۔ پروفیسر کہنے لگے۔ اچھا میرا تو خیال تھا کہ ہر ایک مسلمان اگر عربی نہیں تو کم از کم قرآن شریف ضرور پڑھ سکتا ہے۔ میں نے ان کی عدم واقفیت کو ظاہر کرنا پسند نہ کیا۔ مگر دوران گفتگو میں بتلا دیا کہ میں سکھ ہوں۔ اسی جگہ پگڑی اور ڈاڑھی کی وجہ سے عام آدمی جنہوں نے کبھی کسی سکھ کو نہ دیکھا ہو۔ سکھ کو عرب یا مصر کا رہنے والا مسلمان سمجھتے ہیں۔"

مطلب یہ کہ کیا موجد ہونے کی وجہ سے اور کیا دیگر طریق عبادت اور کیا لباس اور رہن سہن اور شکل و شماری کی وجہ سے سکھوں اور مسلمانوں میں بہت ہی مناسبت ہے۔ اور ایک ناواقف آدمی اگر کبھی کسی سکھ کو مسلمان سمجھ لے۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ جیسا کہ مذکورۃ الصدر پروفیسر صاحب نے سمجھا۔ سکھوں اور مسلمانوں میں آج تک کبھی کوئی مذہبی جنگ نہیں ہوئی۔ کبھی کسی سکھ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ اگر ہو بھی تو وہ سکھ نہیں بلکہ سکھ نما آریہ ہوگا۔ اگر سکھ قرآن مجید کا نام بھی لیں گے تو بڑی عزت و احترام کے ساتھ۔ جیسا کہ

اوپر پروفیسر شیر سنگھ صاحب نے لیا۔ یہ غالباً ۱۹۳۱ء یا ۱۹۳۲ء کی بات ہے۔ میں اس سیر میں سردار ہرنس سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکھانہ جات کو ملنے کے لئے ان کی کوٹھی پر گیا۔ ان کے اردلی نے کہا کہ سردار صاحب بیمار ہیں۔ اور سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے اردلی کو تعارفی کارڈ دے دیا اور تاکید کر دی۔ کہ سردار صاحب کو جگانا نہیں جب انھیں یہ کارڈ دے دینا۔ یہ کہہ کر میں چلا آیا۔ زیادہ سے زیادہ میں دو فرلانگ ہی آیا ہوں گا۔ کہ اردلی دوڑتا ہوا پہنچا۔ اور کہنے لگا کہ سردار صاحب بیماری کی حالت میں ہی ملاقات کے کمرہ میں تشریف لے آئے ہیں۔ اور مجھے آپ کے پیچھے دوڑا یا ہے۔ جب میں پہنچا۔ تو سردار صاحب موصوف کبل میں لیٹے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ مصافحہ کیا۔ بڑے

احترام سے بٹھایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے بحالت بیماری یہ تکلیف کیوں اٹھائی۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ فرمانے لگے۔ آپ قادیان سے چل کر آئے۔ اور مجھے تو چند قدم ہی چلنا پڑا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں آپ سے نہ ملنا۔ فرمانے لگے کہ آپ کا قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ میرے زیر مطالعہ ہے۔ وہ

تعداد میں ایک ہی غیر مسلموں کو سلامی نعمت سے لال کیا۔ حالانکہ دین اسلام بہترین دین ہے۔ جو انسانی فطرت اور امیر و غریب کو یکساں پہنچاتا ہے۔ یہ دنیا و دوزخ کی ہے۔ خدا کسی کا دوست نہیں بنتا۔ بلکہ وہ دوست ہے اپنے ان بندوں کا جو اس کے سامنے ہونے راستہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ جو کوشش کرے گا۔ وہ یقیناً اس کا پھل پائے گا۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔

### ایک اسلامیہ انجمن کا خط

ایک اسلامیہ انجمن نے مجھے اپنے سالانہ جلسہ پر بلایا۔ خدا کے فضل سے وہاں میرے لیکچر بہت شاندار رہے۔ آج ان کا ایک خط ملا۔ جو درج ذیل ہے:-

جناب قید مولانا صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ ایک عمدہ واعظ یا لیکچرار جو کہ ریاست کے لئے ہر طرح مناسب ہوں۔ اور معلومات کافی رکھتے ہوں۔ متحمل اور اخلاق اسلام کی ماہیت سے واقف ہوں۔ جواب موصول ہونے پر سفر خرچ ابلاغ کیا جائے گا۔ جواب سے جلد ممنون فرماویں۔ اصل میں یہاں کے مسلمانوں کو آپ کے لیکچر سننے کا دلچسپ ہے۔ جلسہ سالانہ کی تاریخ ہائے مقررہ ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ مارچ ہے۔ والسلام (انڈین سیکرٹری انجمن اسلامیہ)

میں نے یہ خط جناب ناظر صاحب دعوت تبلیغ کو بھی دکھا دیا ہے۔ تاکہ وہ کسی بہترین قابل واعظ کو بھجوا سکیں۔ اگر انہوں نے مجھے حکم دیا۔ تو انشاء اللہ دریغ نہ ہوگا۔ میری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے زیادہ سے زیادہ میں ملایا کر سکیں۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھ سکیں۔ دنیا میں جس قدر آزر دگی اور کشیدگی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ جب ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔ تو پھر دوسری کامیابی کی۔ اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا بہترین طریقہ باہمی میل ملاپ ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ مجھے غیر از جماعت کے جس پلیٹ فارم پر بھی بولنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ مجھے کبھی بھی نہیں بھولے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا پلیٹ فارم ہندوستان کا ایک چیدہ پلیٹ فارم ہے۔ اس پلیٹ فارم پر تقریباً چار سال تک مسلسل میرے لیکچر ہوتے رہے۔ اس کے بعد بھی انجمن والوں کے خطوط آتے رہے۔ مگر میں نے عمدہ اگر بڑ کیا۔ ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کے سکریٹری صاحب نے مجھے ایک ہندوستان کی عظیم الشان ہندو ریاست میں بھی بھجوانے کی کوشش کی۔ مگر ایک یا دوسری وجہ سے مجھے عذر کرنا پڑا۔ انجمن حمایت اسلام کے چار سالانہ جلسوں پر بھی جوجی نے مسلسل لیکچر دیے۔ تو اس کی ایک خاص مصلحت تھی۔ اور الحمد للہ اس میں میں سو فی صدی کامیاب رہا۔

### مسلمانوں کی رواداری

خارجہ درویش نے اپنے خرچ پر گوردوارہ بنوا دینے کی پیکش کی تھی۔ ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا۔

کہ ہری پور کے ساتھ کا ایک پہلو جو میری تسکین کا موجب ہوا ہے۔ یہ ہے کہ ذمہ دار مسلمان لیڈروں اور پریس نے اپنے ہم مذہبوں کی پر زور مذمت کی ہے۔ یہی اخبار اپنے سرفوری کے ایڈیٹر لکھتا ہے۔ کہ خان بہادر جلال الدین نے گرنج صاحب کا ایک نسخہ (گوردوارہ ہری پور) کے لئے پیش کیا۔ اور سید پرچا نے ۱۱-۲ روپے اکھنڈ پانچ کا خرچ پیش کیا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ مسلمان بحیثیت مجموعی کتنے روادار واقع ہوئے ہیں۔ اور ہوں بھی کیوں نہ۔ لکھنؤ کا جو تعلق شری گوردوارہ دیوبی صاحب سے تھا۔ وہ اظہر من الشمس۔ شری گوردوارہ دیوبی مہاراج اور حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے گورنر کے روحانی تعلقات اپنی نظیر آپ ہیں۔ حتیٰ کہ شری گوردوارہ دیوبی مہاراج نے شری دربار صاحب امرتسر کا بنیادی پتھر بھی حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں سے رکھوایا۔ شری گوردوارہ گوہر سنگھ جی مہاراج اور سید بدھن شاہ سادھو وی کے تعلقات بھی کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ جب سات پہاڑی ہندو راجاؤں نے اکٹھے ہو کر گوردوارہ صاحب پر چڑھائی کی تو سید بدھن شاہ سادھو وی نے پانچ ہزار خرچ اپنے لڑکے کی زیر نگرانی گوردوارہ صاحب کی مدد کے لئے بھیج دی۔ گو سید صاحب موصوف کا لڑکا اس لڑائی میں کام آیا۔ مگر ساتوں کے ساتوں پہاڑی ہندو راجاؤں کو شکست فاش ہوئی۔ ہری پور کا جو واقعہ پچھلے دنوں ہوا۔ وہ بھی کسی میرے گروہ کی انگیخت کا نتیجہ تھا۔

### اچھوت اور ہندو

۳ فروری کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ "ڈاکٹر امبیڈکر نے اچھوتوں کو ہندوؤں سے الگ ایک جماعت قرار دیا ہے۔ یہ چال ہندوؤں کے دشمن دیر سے چل رہے ہیں۔ اس چال کی بدولت ڈاکٹر صاحب خود بھی والٹر رائے کی ایگزیکٹو کونسل تک پہنچ چکے ہیں" ایڈیٹر صاحب پرتاب کو غلطی لگی۔ ہندوؤں کا دشمن کوئی نہیں۔ ہندوؤں میں چار ورن کی بنیاد ہے کیا مسلمانوں یا عیسائیوں نے؟ منو شاستر کس نے بنایا کیا کسی غیر ہندو نے؟ منو سمرتی میں کہلانے والے اچھوتوں اور شودروں کے لئے جو حد سے بڑھا ہوا ہتک آمیز سلوک رواج رکھا گیا ہے۔ وہ کس نے رکھا ہے؟ کیا کسی مسلمان یا عیسائی نے؟ اور موجودہ ہندو جو کہلانے والے اچھوتوں سے غیر معمولی چھوت کرتے اور ان کے سائینک کے بھی روادار نہیں۔ کیا ان کا ذمہ دار کوئی مسلمان یا عیسائی ہے۔ ہندو خواہ کتنی ہی کوشش کریں۔ وہ کہلانے والے اچھوتوں کو ہرگز ہرگز مساوات نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی مذہب مساوات دے سکتا ہے۔ تو صرف اسلام۔ جس کی یہ تعلیم ہے۔ اکوہمک عند اللہ اتقکم یعنی تم میں دی زیادہ محترم ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ مضائقہ نہیں خواہ کوئی ہو۔

### اسلامی تعلیم

۲۹ نومبر کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ "جو لوگ پر ماتما کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ علی الصبح اٹھ کر ایک دو گھنٹہ پر بھوکھٹی دھڑکی جاتے ہیں۔"

کر کے دیکھیں۔ پھر انہیں پتہ لگے گا۔ کہ انسا کرن (دل) کے اندر ایسور کا جو خزانہ ہے۔ وہ پھر ہمیں نظر آتا ہے کہ نہیں اس کو سونپی پر بھی اسلام ہی پورا اترتا ہے۔ جس کے مان یہ حکم ہے۔ کہ سورج نکلنے سے پہلے خدا کی عبادت بجالاؤ۔ اور یہ عبادت فرض ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے۔ تو وہ تین چار بجے اٹھ کر اسی فرضی عبادت میں اور بھی اضافہ کر سکتا ہے۔ جسے اسلامی اصطلاح میں تہجد کی نماز کہتے ہیں۔

### قرآن شریف کا گورکھی ترجمہ

ایڈیشن کی طباعت مکمل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر فضل اللہ یثیبہ من یثیبہ۔ اس ترجمہ میں بین خوبی یہ ہے۔ کہ آیتوں کے ساتھ ساتھ شری گرنج کے شکوک بھی دئے گئے ہیں۔ جو ان آیتوں کے مفہوم اور ترجمہ کو خاطر خواہ ادا کرتے ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ یہ بابرکت چیز ملکی اتحاد کے لئے کس قدر مفید ہو سکتی ہے۔ گو اس میں بہت محنت سے کام لینا پڑا ہے۔ مگر دنیا میں بغیر محنت کے ہوتا بھی کیا ہے۔ دوست دعا فرماویں۔ کہ خداوند تعالیٰ اس مبارک ترجمہ کو بہتوں کے لئے فیروہ برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مجھے جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ ذیابیطس کا عارضہ ہو۔ ڈاکٹروں کی یہ ہدایت ہے۔ کہ میں آرام کروں۔ مگر مومن کے لئے آرام کی جگہ تو دوسری دنیا میں ہے۔ یہ تو دارالعمل ہے۔ اس سال میرا پروگرام بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کے گورکھی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورکھی سیرت اور قرآن مجید کے ہندی ترجمہ جن کے پہلے ایڈیشن بالکل قریباً لکھنا میں۔ شائع کرنے کا ہے۔ دوست دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ گو یہ کام بہت محنت اور بہت روپیہ کو چاہتے ہیں۔ مگر پہلے جو کچھ بھی ہوا اس کے فضل سے اور آئندہ جو کچھ بھی ہوگا اس کے کرم سے۔

### نور اور نور کے ناظرین

صاحب سب انڈیا ٹریڈس کپروڑ پیکا کو بہنوں نے نور کے لئے آٹھ خریدار عطا فرمائے۔ اگر تین درجن بھی ایسے ہتھاب الدین پیدا ہو جائیں۔ تو نور کے مالی مشکلات ایک مہفتہ کے اندر اندر طے ہو سکتے ہیں۔ نور جس خصوصیت طلب اور صدق نیت سے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالاتا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ نور کے وہ کونسے خریدار یا ہمدرد ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور جیسے مجاہد پر چھ کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہی میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ جتنی نور کی اشیا زیادہ ہوگی۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے اتنا ہی رستہ

## بحرالکھل اور اسلام

بحرالکھل میں اسلامی اثر و نفوذ کی تاریخ سے مسلمان عموماً ناواقف ہیں۔ اور اس بات کو تو بہت ہی کم لوگ جانتے ہوں گے کہ اس سمندر کے جزائر میں اسلام کب اور کس طرح پہنچا۔ اور اس نے وہاں کس تمدن کی بنیاد ڈالی۔ سطور ذیل میں ہم کوشش کریں گے کہ بحرالکھل کے جزائر میں اسلام کی اشاعت کے اسباب روشنی میں آجائیں۔ اور یہ معلوم ہو جائے کہ بے پناہ سمندر کے جزیروں میں رہنے والے انسانوں کو اسلام اور اسلامی پیغام سے روشناس ہونے کا موقع کب ملا۔

بحرالکھل کے جزائر میں عربوں کی رسالت و کوششیں مسلمان داخل ہوئے۔ یہ لوگ تجارت و زراعت کے سہارے وہاں تک پہنچے۔ انہوں نے سب سے پہلے ساحلی علاقہ کو اپنا مستقر بنایا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اندرونی مقامات میں داخل ہوئے۔ عرب تجارت کے دعویٰ تھے۔ اس لئے ان کا ارادہ نہ تھا کہ ان جزائر پر حکومت کریں۔ اور زرخیز علاقوں کو کام میں لائیں لیکن مالیزی قوم نے انہیں تنگ کیا۔ اور تمام راستے ان پر مسدود کر دیئے۔ تو عرب سزاوین نے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے طاقت کا استعمال کیا۔ اور سب سے پہلے جاوا کے ایک مقام دیماک میں اپنی حکومت قائم کی۔ جس زمانہ میں ان جزائر پر یورپ کا تسلط نہ ہوا تھا۔ مسلمان ان سے پوری طرح آگاہ تھے۔ انہیں راستوں کا علم تھا۔ پیداوار واقفیت تھی۔ یہاں تک کہ آتش فشاں پہاڑوں تک کی تعداد تک انہیں معلوم تھی۔

دان ڈربرگ نے لکھا ہے کہ چونکہ عربوں کا تمدن اعلیٰ تھا۔ اس لئے ان جزائر میں انہیں فروغ حاصل ہوا۔ اور مقامی قبائل ان کا احترام کرنے لگے۔ یہ لوگ ایک طرف تجارت کرتے تھے۔ دوسری طرف اشاعت اسلام میں بھی مصروف رہتے تھے۔

## بحرالکھل میں عربی تمدن

ان جزائر میں عربی تہذیب حاصل ہوا۔ اس سلسلہ میں موسیو پیرگوتو اپنی کتاب الاستیمار الہولندی میں لکھتا ہے :- ”مسلمانوں کے مذہبی عقائد نہایت سادہ اور سہل تھے۔ ایسے جاوا کے بہت پرستوں میں ان کی خوب اشاعت ہوئی۔ اور مسلمانوں کو دیگر اقوام سے میل جول کے مواقع خوب حاصل ہوئے۔ مسلمان جہاں جاتے۔ ان کی بغلی میں قرآن کا ایک نسخہ بھی ہوتا۔ اور وہ اس کے ذریعہ نوحہ بشر کی اصلاح کرتے۔ علاوہ بریں ال جاوا کی نسبت عربوں کا تمدن اعلیٰ وارفع تھا۔ وہ جاوا کے سواصل پرستی سے نئی معلومات اور نئی تحقیقات لے کر آئے۔ اور ان علوم سے اہل جاوا کو بہرہ ور کیا۔ جن سے وہ قطعاً نا آشنا تھے۔ مثلاً انہوں نے اہل جاوا کو سب سے پہلے علم ہیئت۔ علم تقویم۔ علم جغرافیہ علم عروض سے آشنا کیا۔ اور انہیں علم ملائی (دریابی علوم)

کی تعلیم دی۔ عرب مختلف اقوام کے حالات سے بھی خوب واقف تھے۔ انہیں مقناطیس کا استعمال بھی آتا تھا۔ اور بحری سفر اور بحری راستوں کا تجربہ بھی رکھتے تھے۔ نیز سمندروں کی گہرائیوں سے بھی پوری طرح باخبر تھے۔ حتیٰ کہ یورپ کے جن سیاحوں نے سب سے پہلے ایشیا میں قدم رکھا۔ تو عربوں ہی نے ان کی رہنمائی کی۔ مثلاً ابن ماجہ نے پرتگال کے سیاحوں کی رہنمائی کی۔ مورخین کا اندازہ ہے کہ جاوا میں اسلام پانچ سو سال پیشتر داخل ہوا تھا۔ جس کی ابتدا بارہویں صدی عیسوی سے ہوتی ہے۔ مورخ وٹ (Watt) کا بیان ہے کہ عربوں نے ادبی اور معنوی فتوحات کو صرف جاوا تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اس کا سلسلہ مجمع الجواہر کے انتہائی گوشوں تک وسیع کر دیا۔ اور ہر جگہ انہوں نے سلطنت اسلامیہ کے بجائے اسلام کی متحدہ اجتماعی صورت کو مضبوط بنایا۔ موسیو گوتو کے اس بیان سے واضح ہے کہ بحرالکھل میں مسلمان تنوارنے کر نہیں گئے۔ بلکہ وہاں اسلام کی اشاعت اس وجہ سے ہوئی کہ ان کے مذہبی عقائد سادہ اور عام فہم تھے۔ (۲) ان کا تمدن بہت اعلیٰ تھا۔ (۳) وہ مختلف علوم فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

## بحرالکھل کا دوسرا عظیم الشان جزیرہ

یورنیو ہے۔ یہ جزیرہ نیوگنی کے بعد سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اس میں اسلام سوٹھویں صدی عیسوی میں داخل ہوا۔ اور بالبنائنگ سے سوکا دانہ اور ماتان تک پھیل گیا۔ سوٹھویں سوکا دانہ میں سب سے پہلے مسلمان فرماں روا گیری کوز و ماتحت نشین ہوا۔ بون تیاناک ایک عرب عبدالرحمن بن شریف حنین کی سلطنت قائم تھی۔ جس کی قبر آج تک شہر مینا د میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ سلطنت مابناس بھی قائم ہوئی۔ یہاں اسلام کی اشاعت سواضی علاقوں تک محدود رہی۔ اسلام کی ابتدائی اشاعت سوٹھویں صدی میں بنجر ماسین (Bangar Masin) کے اندر ہوئی۔ یہ سلطنت یورنیو کے جزوی ساحل پر قائم تھی۔ ۱۵۱۷ء میں جس وقت اہل اسپین شہر بزدنی میں پہنچے۔ جو یورنیو کے شمال مغربی ساحل پر واقع تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کا بادشاہ ایک مسلمان ہے۔

۱۵۱۷ء میں یورنیو کے مغربی ساحل پر سکدانا (Scedana) کے بادشاہ نے اپنا آبائی مذہب چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر اس کا جانشین باختیار ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا۔ سکدانا میں سوٹھویں صدی میں فرانس کا ایک سیاح آیا۔ اس نے لکھا ہے کہ ساحل پر بالعموم مسلمانوں کا مذہب رائج ہے۔ اور جزیرہ کے وسط میں لوگوں کا مذہب بہت پرستی ہے۔ سکدانا میں جب اسلام کو ترقی ہوئی۔ تو مکہ معظمہ سے ایک عرب شیخ شمس الدین پہاڑ آئے۔ اور اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد ایک انگوٹھی اور بادشاہ سکدانا کے نام ایک خط لائے۔ اس خط میں بادشاہ کو بودین کا بڑا حامی تھا۔ صلی الدین کا خطاب دیا گیا تھا۔

## جزیرہ سلیمین (Solomon)

بحرالکھل کا تیسرا بڑا جزیرہ سلیمین (Solomon) ہے۔ جس میں آتش فشاں پہاڑ بھی ہیں۔ شاہ تنجالو کے زمانہ میں جس نے اس جزیرہ میں ۹۷۵ء تک حکومت کی ہے۔ ترنات کے مسلمان فرما نروا نے جس کا نام باب اللہ تھا۔ مملکت گوتاک رسائی حاصل کی اور اس کے فرما نروا کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن حالات مساعد نہ کی۔ جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ تو اس نے سمارا کے ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اور سلطان علی الدین کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر بھی مسلمان ہوا۔ اور پھر تمام باشندوں نے ہوما کا سار اور عینز کے قبائل سے تھے۔ اسلام قبول کر لیا۔ اس جزیرہ کے مختلف حصوں میں مثلاً ماکاسار۔ منادو۔ گورنٹالو۔ سیبجہ۔ بوتان غیر میں بکثرت مسلمان آباد ہیں۔ سمارا میں مسلمانوں کی کثرت ہوئی قوم نے مسلمان ہو کر اپنے وطن سلیمین میں تجارت کے ساتھ اسلام کی اشاعت میں بھی کوشش کی۔ اور بولانگ مانگو کی ریاست میں جو سلیمین کے شمالی جزیرہ نما میں ہے۔ بوگی قوم کے مسلمانوں نے ان دیسی عیسائیوں کو بھی مسلمان کر لیا۔ جنہوں نے سترھویں صدی عیسوی کے آخر میں عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔

## سمباد اور لمبوک

جزیرہ سمباد میں جو جزیرہ سلیمین کے قریب واقع ہے۔ ماکاسر کے واعظین کی تلقین سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اس جزیرہ کے جعفر مہذب باشندے ہیں۔ ان کا مذہب اسلام ہے۔ یہ لوگ بمقابلہ اور مسلمانوں کے زیادہ مہذب۔ متقی اور متشرع ہیں۔

بوگی قوم کے واعظوں نے جزیرہ لمبوک کے باشندوں کو بھی مسلمان کیا۔ یہ جزیرہ سمباد کے قریب ہی واقع ہے۔ اور بوگی قوم کے مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے۔ یہ لوگ باقو آبنائے سمباد کو عبور کر کے لمبوک میں آباد ہوئے۔ یا جزیرہ سیلے سیر سے براہ راست یہاں پہنچے۔

## فلپائن

منڈانو جزائر فلپائن کا بڑا جزیرہ ہے۔ یہ ٹوئیک معلوم نہیں کہ ان جزائر میں اسلام کی ابتدا کب ہوئی۔ لیکن ۱۵۷۷ء میں جب اہل اسپین ان جزائر میں پہنچے۔ تو وہاں مسلمان موجود تھے۔ منڈانو میں اور جزائر زولو میں مہذب مسلمانوں کے گروہ آباد تھے۔ البتہ شمالی جزائر فلپائن کے لوگ وحشی اور بہت پرست تھے۔ ان جزائر میں اسلام کی اشاعت اور ترقی کے سلسلہ میں پرفیسر آرلڈ ”پریچنگ آف اسلام“ میں لکھتے ہیں :-

جزائر زولو کے باشندوں کے لئے عیسائی مذہب قبول کرنے کے معنی یہ تھے کہ وہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہو جائیں۔ وہاں عیسائی مذہب کو قبول کرنا غلامی کا تمغہ سمجھا جاتا تھا۔ مسلمانوں کا قاعدہ یہ تھا کہ مذک والوں کی زبان سیکھتے۔ ان کی باتیں اختیار کرتے۔ ان کی عورتوں سے شادیاں کر کے اتحاد کی فضا پیدا کرتے تھے اسپین کے عیسائیوں کی شراب نوشی۔ لالچ اور ظلم نے

عیسائی مذہب کو بدنام کر دیا تھا۔ اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑھانے کے لئے یہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے تھے۔ عیسائی مذہب صرف ان لوگوں میں پھیل سکا۔ جو کمزور تھے۔ منڈانوں کی خود مختار اسلامی سلطنت اس وقت تک ایسے لوگوں کے حق میں پناہ گاہ تصور کی جاتی تھی۔ جو عیسائی حکومتوں سے بیزار ہو کر ترک وطن پر مجبور ہوتے تھے۔ غرض بحر الکاہل میں اشاعت اسلام کی مختصر تاریخ ہے۔ تفصیل کے لئے موسیو چائلز کا وہ مضمون ہمارے روشن خیال و باخبر طبقہ کے سامنے منظر رہنا چاہیے۔ جو اسلامی سیاست کے عنوان سے فرانسیسی مجتہد عالم اسلام میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں نو سیوٹاٹلی نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ٹالینڈ نوآبادیات بورنیو اور ان جزائر میں جو فپائن تک واقع ہیں۔ مسلمانوں کی مجموعی تعداد چار کروڑ سے کم نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ارادہ کی زبردست طاقت

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو ہر چیز کے روشن پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ ہر کام کو اس یقین کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ وہ پیش آمد مشکلات اور عارضی رکاوٹوں کے ساتھ بہادرانہ جنگ کرتے ہیں۔ اور آخر کار کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قانون قدرت ہمیشہ سے ایسے لوگوں کی تائید کرتا چلا آیا ہے۔

دوسری قسم ان بودے اور کمزور دل لوگوں کی ہے۔ جو ہمیشہ زندگی کے تاریک پہلوؤں پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ کسی کام کے متعلق ہمیشہ یہی سوچتے رہتے ہیں۔ کیا ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے؟ تذبذب و تزلزل۔ دودنی۔ پس پیش اور کم و بیش کی فکر انہیں ہر وقت دامنگیر رہتی ہے۔ ناکامی کا خطرہ کبھی ان کے دل سے نہیں نکلتا۔ خیالی مشکلات کے بھوت ہر وقت ان کے سر پر سوار رہتے ہیں۔ ایک دفعہ کی ناکامی کا تجربہ ان کا تکیہ کلام بن جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ قانون قدرت کبھی رعایت نہیں کرتا۔

**دہم میں موت** کسی دیہاتی ملازم سے کہا جائے۔ کہ اس میز کو ہر روز صاف کرنا لیکن خیال رکھنا۔ کہ چینی کے گلدان نہ ٹوٹ جائیں۔ تو یقین جانئے۔ کہ وہ ضرور ٹوٹ جائیں گے۔ اس لئے کہ آپ کی تنبیہ کی وجہ سے ایک دہم اس کے دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ اسی دہم کے باعث گلدان اٹھاتے وقت اس کے ہاتھ کا پھینک لگے۔ اور گلدان گر جائے گا۔ اسی طرح ایک شخص کسی دیوار کی منڈیر پر چلتا ہوا اگر اس خوف میں مبتلا ہو جائے۔ کہ میں گر جاؤں گا۔ تو وہ گر جائے گا۔ حالانکہ دیوار پر چلنے کی حالت میں بھی اس کی پاؤں کے نیچے اتنی ہی زمین تھی۔ جتنی کہ زمین پر چلنے کی حالت میں ہوتی ہے۔

ایک شخص معمولی مرض میں مبتلا تھا لیکن ڈاکٹر نے اسے ایک مہلک بیماری کے دہم میں مبتلا کر دیا۔ اسے

یقین ہو گیا۔ کہ میری موت یقینی ہے۔ چنانچہ اس کے دل میں عرصہ بعد وہ ختم ہو گیا۔

سوا سو سال کے ایک بڑے سے اس کی طاقت کا راز دریافت کیا گیا۔ اس نے منہ کر کہا۔ کہ میں نے کبھی اس خیال کو اپنے نزدیک بھی پھٹکنے نہیں دیا۔ کہ میں بوڑھا ہو جاؤں گا۔ میں نے ہمیشہ یہی سمجھا ہے۔ کہ میں جوان ہوں۔ اور ان ہی رہوں گا۔ چنانچہ اسی لئے میں اب تک جوان اور طاقتور ہوں۔

**ایک عجیب مثال** امریکی یہ قاعدہ ہے۔ کہ کوئی نوجوان جس کو کسی جرم میں پھانسی کی سزا دی جائے۔ اور ڈاکٹروں کا بورڈ عدالت سے درخواست کرے۔

کہ اس کی زندگی طبی تجربات کے لئے ہمارے حوالے کر دی جائے۔ تو عدالت ایسی درخواست کو منظور کر سکتی ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق ایک نوجوان کو ایک ڈاکٹر کے حوالے کیا گیا۔ ڈاکٹر نے نوجوان سے کہا۔ میں تمہاری آنکھوں پر تیلی باندھ دوں گا۔ پھر تمہارے جسم پر نشتر سے چر کے ٹکڑے ٹکڑے نکالوں گا۔ مجھے دیکھنا یہ ہے۔ کہ انسانی جسم سے کتنی مقدار میں خون نکالا جائے۔ تو آدمی مرجاتا ہے۔ ڈاکٹر نے نوجوان کی آنکھوں پر مضبوط ترین پٹیاں کس دیں۔ پھر اس کے بالائی جسم کو ٹکڑے ٹکڑے اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کی ٹانگوں کے درمیان ایک بالٹی رکھ دی۔ تاکہ اس میں خون کے قطرے گریں۔ پھر ڈاکٹر نے نوجوان کے جسم پر چند خراشیں دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی خفیہ طریقہ پر ایک تپائی کھڑی کر کے اس پر پانی کا ایک ٹب رکھ دیا۔ اس اوپر والے ٹب میں سے پانی ایک ایک قطرہ کر کے گرتا تھا۔ اور اس بالٹی میں جو نوجوان کی ٹانگوں کے درمیان خون جمع کرنے کے لئے رکھی گئی تھی گرتا تھا۔ اوپر کے ٹب سے نیچے کی بالٹی میں پانی کے قطرے گرنے لگے۔ اور نوجوان یہ سمجھا۔ کہ میرے جسم کا خون قطرہ قطرہ کر کے بالٹی میں گر رہا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر نے اس کے جسم پر اس طرح خراشیں دی تھیں کہ ان میں سے ایک قطرہ خون بھی نہیں نکلا۔ نوجوان جس کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس دہم میں غرق ہو گیا۔ کہ میرا خون بالٹی میں گر رہا ہے۔ جوں جوں پانی کے قطرے گرتے تھے۔ نوجوان زرد پڑتا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں اسے محسوس ہوا کہ آدھی بالٹی میرے خون سے بھر گئی ہے۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر نے کہا۔ کہ بالٹی بھر گئی ہے۔ دوسری بالٹی رکھو۔ اب نوجوان کی جان نکلانے لگی۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر نے آواز دی۔ اب بالٹی بھی بھر گئی ہے۔ اب نوجوان کے جسم سے پسینہ بہنے لگا۔ اس کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ اس کا دل تڑپا۔ اور وہ اسی تپ مر گیا۔

**نتیجہ بحث** ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خیال میں عمل ہی کے برابر طاقت موجود ہے۔ اور ہر شخص ایسا ہی بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کا خیال ہو۔ یہی حال ان قوموں کا ہے۔ اگر قوموں کی ذہنیت میں کمتری کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو وہ کمتر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر انہیں اپنی برتری پر وثوق حاصل ہو جائے۔ تو وہ بہتر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جب بھی کوئی قومی یا ذاتی کام شروع کیا جائے۔ تو کمزور اور بودے

خیالات کو دل سے نکال کر اپنی عزم۔ سنگین استقلال اور روشن امیدوں کے ساتھ شروع کیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ پوری سرگرمی۔ دلی انہماک اور کامل امید و وثوق سے اپنے کام کو سرانجام دیں گے۔ اور اس لئے اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

## ذرائع کامیابی

امریکہ کے ایک عالی ہمت اخبار نے وہاں کے بڑے بڑے آدمیوں کی خدمت میں اپنے خاص نمائندے بھیج کر یہ سوال دریافت کیا تھا۔ کہ کاروبار میں کامیابی کے لئے جو شرائط ان کے ذاتی خیال اور تجربہ کے موافق نہایت ضروری ہوں۔ وہ انہیں تین مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کر دیں۔ چنانچہ اس طریقہ سے جو آراء جمع ہوئیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ دیانتداری اور عزم بالجزم (مارک ٹاکنز)

۲۔ کامل یکسوئی یعنی ایک ہی مقصد پر تمام قوتوں کو مرکوز کر دینا (فرینکلن کارٹر)

۳۔ نیک زندگی اور لوگوں سے حسن سلوک۔ (جوزف میڈل)

۴۔ اٹل محنت اور غیر مختتم جوش و خروش (جینل کلرک)

۵۔ کام کے ہر پہلو پر پوری توجہ اور خود کو قابل اعتبار ثابت کرنا (جان وائٹ)

۶۔ ایمانداری اور مسلسل پیش قدمی (صدر روز ویلٹ)

۷۔ محنت۔ استقلال اور خدا پر بھروسہ۔ (راک فیلر)

۸۔ تمام دنیا سے ایک دن آگے (ہنری فورڈ)

۹۔ الفاظ کم اور کام زیادہ۔ (جینل نیل ڈائر)

۱۰۔ اپنی تمام طاقتوں کو جمع کر کے ایک مرکز پر لگائو۔ یک درگیر و محکم گیر۔

۱۱۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۱۲۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۱۳۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۱۴۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۱۵۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۱۶۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۱۷۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۱۸۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۱۹۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۲۰۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۲۱۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۲۲۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۲۳۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۲۴۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۲۵۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۲۶۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۲۷۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۲۸۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۲۹۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۳۰۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۳۱۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۳۲۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۳۳۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۳۴۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۳۵۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۳۶۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۳۷۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۳۸۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۳۹۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۴۰۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۴۱۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۴۲۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۴۳۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۴۴۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۴۵۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۴۶۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۴۷۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۴۸۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۴۹۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۵۰۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۵۱۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۵۲۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۵۳۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۵۴۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۵۵۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۵۶۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۵۷۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۵۸۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۵۹۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۶۰۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۶۱۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۶۲۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۶۳۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۶۴۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۶۵۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۶۶۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۶۷۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۶۸۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۶۹۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۷۰۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۷۱۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۷۲۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۷۳۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۷۴۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۷۵۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۷۶۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۷۷۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۷۸۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۷۹۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۸۰۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۸۱۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۸۲۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۸۳۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۸۴۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۸۵۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۸۶۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۸۷۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۸۸۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۸۹۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۹۰۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۹۱۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

۹۲۔ دنیا ان لوگوں کو انعام میں ملے گی۔ جو مستعد۔ محنتی اور سرگرم ہیں۔

۹۳۔ تذبذب اور دودنی سے محرومی اور مضبوط بنیادیں۔

۹۴۔ احتیاط اور مشکلات کا اطمینان کے ساتھ مقابلہ (۲)

اور امداد غیر کو بے عزتی سمجھنا۔

۹۵۔ (۱) جو معاملہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اسے جیسے بن پڑے۔ پیشانا چاہیے۔ (۲) آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لے۔

۹۶۔ بات بات سے پورا فائدہ اٹھانا (۲) اور دیانتدار رہنا۔

۹۷۔ قابلیت۔ دیانت اور محنت و استقلال۔

۹۸۔ اللہ جہا کشی کے سمندر کی تہہ کامیابی کے موتیوں سے بھری پڑی ہے۔ (۲) محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں۔ اور رست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۹۹۔ دولت کے پیر ہوتے ہیں۔ مگر افلاس دروازہ کے قریب ہی رہتا رہتا ہے۔ اور اگر ایک دفعہ گھر میں داخل ہو جائے۔ تو نکلنے کا نام نہیں لیتا۔

۱۰۰۔ دولت بڑائی نہیں۔ مال اس سے بڑائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۲) ٹیک کو پرانے کی ضرورت نہیں بلکہ نیکی۔ واسکو بڑا بنادیتی ہے۔ (دنا خود)

## زکام

آج کل لوگ سردی میں دو ایک بار زکام میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں۔ اس مرض کے تین ہم اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے۔ اور سردی پر الزام لگا کر رہ جاتے ہیں۔ یہ بڑی بھاری بھول ہے۔ اگر ہم ٹھیک ڈھنگ سے رہیں۔ تو زکام کھانسی وغیرہ سے بالکل بچے رہ سکتے ہیں۔

ایلوپیتھی کے اصول کے مطابق جسم میں سردی یا ٹھنڈی ہوا گھس جانے سے جسم کی اندرونی طاقت کمزور ہو جاتی ہے جس سے جسم میں رہنے والے جراثیم مرض پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طریق علاج کے مطابق ان جراثیم کو ہی زکام کا کارن بتلایا جاتا ہے۔ اور انہیں مارنے اور جسم میں طاقت لانے کے لئے دو ایٹ اور طاقت بخش غذا استعمال کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

قدرتی طریق علاج کے ماہرین کے قول کے مطابق ہمارے جسم خوراک کو ہضم کرنے کے بعد بچے بچے اجزاء کو پیچھے رکھ کر جلد ہائے پاخانہ اور عضو مخصوص کے ذریعہ سانس۔ پسینہ۔ پاخانہ اور پیشاب کی شکل میں باہر پھینکتا ہے۔ اگر کسی سبب ان چاروں میں سے کوئی عضو ٹھیک کام نہ کرے۔ تو جسم کو مجبوراً دوسرے نازک اعضاء کے ذریعے باہر نکالنے کا جتن کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جسم اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ گندہ مواد اندر نہ جمنے پائے۔ مگر جب بالا چاروں اعضاء کے ذریعہ فاسد مواد نہ نکلنے کی حالت میں ناک اور گلے کی جھلیوں کے ذریعہ جسم اس مواد کو باہر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تب بھی اگر کامیابی نہ ہو۔ تو یہ مواد بخار کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اسی طرح ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ زکام اسی صورت میں ہوتا ہے۔ کہ جب جسم پر ضرورت سے زیادہ بوجھ پڑے۔ یہ بوجھ کئی طرح سے پڑ سکتا ہے۔

جسم جب ضرورت سے زیادہ خوراک ہضم نہیں کر سکتا تب زکام کے ذریعے اسے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک شخص یہ محسوس کر سکتا ہے کہ شام کو بسیار خوری کرنے پر اکثر دوسرے ہی دن سردی سے زکام نظر آ جاتا ہے۔

خواب۔ نامناسب اور غیر قدرتی خوراک کھانے پر بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ جسم ایسی خوراک کو ہضم کرنے کا عادی نہیں ہوتا۔ زیادہ کھانا۔ مینہ۔ دال وغیرہ کی بنی ہوئی اشیاء۔ کھنی یا تیل میں بنائی ہوئی چیزیں کھاتے ہی زکام گھیر لیتا ہے۔

سردی میں ہم اپنے جسم کو کپڑوں سے خوب ڈھکے رکھتے ہیں۔ تازہ ہوا جسم پر لگنے نہیں دیتے۔ بہت سے لوگ تو روزانہ نہاتے بھی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جسم کے چھوٹے چھوٹے مسام کھل نہیں پاتے۔ اور پسینہ نہیں نکل پاتا۔ تب یہ زہر ناک کے راستے باہر نکلتا ہے۔

اسی طرح بند کمروں میں رہنے۔ سونے کے کمروں میں

## ایں مام سخت است

۱۹ فروری کو تقریباً ایک بجے میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سے ملا۔ اور انہوں نے مجھے بتلایا۔ کہ عزیزم شیخ محمود احمد صاحب کی حالت اب اچھی ہے۔ بخار بالکل نہیں۔ پہلے نیند نہیں آتی تھی۔ اب تین گھنٹے نیند بھی آگئی ہے۔ اور حالت ہر طرح قسسی بخش ہے۔ یہ معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے گھر میں آکر بھی اسی کا ذکر کیا اور انہیں بھی بہت خوشی ہوئی۔ ۲۰ فروری کو تقریباً گیارہ بجے میرے رط کے عزیز بشیر احمد نے بتلایا۔ کہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی وفات پا گئے ہیں۔ دل نہ مانتا تھا۔ کیونکہ کل میں ان کی محتوری مزاج کے متعلق سن چکا تھا۔ اور دل یہ چاہتا تھا۔ خدا کرے۔ کہ خبر غلط ہو۔ مگر بری خبری بالعموم کم ہی غلط ہوا کرتی ہے۔ میں اسی وقت ڈوڑا دوڑا کر دم و منظم شیخ یعقوب علی صاحب کے پاس گیا۔

اور اس بری خبر کو بادل ناخواستہ سنا۔ کہ یہ صحیح ہے۔ مجھ پر جو اس کا صدمہ ہوا۔ اس کے اظہار کے لئے میری زباں قاصر ہے۔ کیونکہ مجھے عزیز مرحوم سے بہت محبت تھی۔ وہ نہ صرف میرے ہم پیشہ تھے۔ بلکہ شاگرد بھی۔ اور نہ صرف شاگرد ہی۔ بلکہ دکھ سکھ کے ساتھ بھی۔ ایسے عزیز کی مفارقت اور مفارقت بھی دائمی کا دکھ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مرحوم بہترین محرم و مضمون نویس اور بہترین مقرر تھے۔ اور حقیقی معنوں میں اپنے والد بزرگوار کے بدل تھے۔ اگر انہیں کبھی بغیر تیاری کے بھی بولنا پڑا۔ تو اپنے پارٹ کو خوب ادا کیا۔ اور کوئی محسوس تک بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ یہ تقریر بغیر تیاری کے ہے۔ مرحوم کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی تھی۔ انکی شاندار تصانیف ان کی بہترین یادگار ہیں۔ ان کی وفات کے بعد یقیناً میں اپنے آپ کو ایک عزیز اور ہمدر عزیز سے محروم پاتا ہوں۔

ایسے لائق بیٹے کی وفات کا جو اثر آپ پر ہو سکتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مگر میں نے اس صدمہ اور جانکاہ صدمہ میں بھی ان کے والد مکرم شیخ یعقوب علی صاحب کو خذہ جیسی پایا۔ مومن کی شان بھی یہی ہے۔ کہ وہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت اللہ کے مع

الصابرین کی بشارت کا پھل بخیر زخمی دل پر لگا لے۔ ۲۱ فروری کو مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ احباب دعا کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور ان کے جملہ خاندان کو صبر جمیل بخشے۔ اور مرحوم کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

یوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید میلاد کا روز قریب آگیا ہے۔ اگر ہر مقام پر عید میلاد منائی جائے۔ اور اہل دنیا کو اسوہ حسنہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا پیغام دیا جائے۔ اور کثرت سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اور دنیا کو موجودہ مصائب و نجات حاصل ہو جائیگی۔ اور دوبارہ

زیادہ آدمیوں کا جھگڑا ہوگا۔ اور وہاں دنیا۔ آگ۔ کوئلہ وغیرہ جلنے کے کارن کمرے کی ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ ایسی ہوا پیچیدگیوں میں جا کر خون کو صاف نہیں کر سکتی۔ اور جسم کا بہت سا فاسد مادہ اندر ہی رہ جاتا ہے۔ پھر ناک اور گلے کی جھلیوں کو اسے باہر نکالنا پڑتا ہے۔

گندی ہوا میں رہنے۔ روزانہ نہ نہانے اور ورزش نہ کرنے سے خون کے دورے میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ اور اسکی رفتار کم ہو جاتی ہے جس سے نمونیہ ہو جاتا ہے۔

قبض بھی زکام ہونے کا کارن ہے۔ ٹھنڈی تازہ ہوا میں یہ وصف ہے۔ کہ وہ جسم کے اندر جا کر ایک طرح کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ جس سے مرض باہر نکلنے لگتا ہے۔ اگر ہمارے جسم میں غیر ضروری فاسد مادہ نہیں۔ تو ہمیں زکام وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

ضرورت سے زیادہ بھوجن تو بھول کر بچنے کے طریقے بھی نہیں کرنا چاہیے۔ مرغی اشیاء حلوہ۔ مٹھائی۔ دال کے پکڑے۔ ڈرے اور کھنی یا تیل میں تلی ہوئی دوسری اشیاء۔ زیادہ پروٹین والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایک ساتھ بے میل کی انپ شناپ اشیاء کھانا بھی نامناسب ہے۔

روزانہ خوراک میں پھلوں اور ساگ پات جیسے گاجر۔ مولیٰ۔ ٹماٹر۔ پالک وغیرہ کا استعمال کافی ہونا چاہیے۔ یہ اشیاء خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور پیٹ میں زیادہ بوجھ نہیں ڈالتیں۔ پھلوں پر سردی گرمی کا الزام لگانا غلطی ہے تازہ اور صاف ہوا میں رہنے اور بغیر منہ ڈھکے سونے روزانہ کھل ہوا میں ورزش کرنے یا ٹہلنے اور ننگے بدن پر کچھ دیر تک دھوپ اور ہوا لگنے دینے سے جسم کے مسام کھلتے ہیں۔ اور آسانی سے بہت سا زہر یا مادہ باہر نکل جاتا ہے۔

سب سے نمایاں بات تو یہ ہے۔ کہ سہی قبض سے بچنا چاہیے۔ قبض اور زکام کا چولی دامن کا تعلق ہے۔ قبض کو دور کرنے کے لئے رات کو سوتے وقت یا صبح سویرے اٹھتے ہی گرم پانی کے ساتھ ایک دو بوند لیموں کا رس ڈال کر پینا چاہیے۔ کبھی کبھی انیمیا یا ہلکا جلاب بھی لینا چاہیے۔

ہمیں اس ڈر کو دل سے نکال دینا چاہیے کہ ٹھنڈی ہوا سے زکام یا نمونیہ ہو جائے گا۔ اسی ڈر سے بچوں کو خوب کپڑوں میں لاد دینا۔ انہیں صاف ہوا میں کھیلنے کو نہ دینا اور روزانہ نہ نہانا خوفناک غلطی ہے۔ ہم خواہ مخواہ اپنی لاعلمی سے سردی لگنے کے اندیشے سے پریشان رہتے ہیں۔ (ڈاکٹر سید پرشاد۔ گرگ۔ بنارس) ذکر انتی

یوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید میلاد کا روز قریب آگیا ہے۔ اگر ہر مقام پر عید میلاد منائی جائے۔ اور اہل دنیا کو اسوہ حسنہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا پیغام دیا جائے۔ اور کثرت سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اور دنیا کو موجودہ مصائب و نجات حاصل ہو جائیگی۔ اور دوبارہ

# نور اینڈ سنز کی تیر بہد ف و شہر اتفاق ادو

## موتی سر جملہ امراض چشم کیلئے اکیر

ضعف بصر - کمرے - جلن - پھولا - جالا - خارش چشم - پانی بہنا - دھند - غبار - پڑبال - ناخونہ - گونا بخنی - توند - ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکیر ہے۔ جو لگ جین اور جانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں کی بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ حضور فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تعقیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ امد داغ میں بوجہ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

## اکیر بدن نیاں ایک ہی مقوی دوا

یلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج سے ہی اکیر البدن جڑ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی انگ۔ اعصاب میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور اور زور کو شہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوان کر دینا اس اکیر پر ختم ہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ جناب ملک شیر محمد خاں صاحب کوٹ رحمت خاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جفہ خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکیر البدن ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیا مقداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپ کو جو اٹے خیر دے۔ آپکی ادویات کی کمر لیت جو اشتہار میں درج ہے۔ ان کے فوائد اس قدر ہیں سے بے انتہا بلند ہیں۔"

## اکیر بوا سیر

یہ نامراد موزی مرض انسان کا خون چوڑ کر دیوں کا پتھر اور زندہ درگور بنکر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بد قسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہوں یا زیادہ زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جوڑھ سے اکھاڑ کر گیت و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک علاوہ تین شیشی اور بھیجے جناب بابو سالم اکبر صاحب میڈیکل کالج اچھا پور نواب گنج سے تحریر

فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پیدہ سی اکیر بوا سیر نامی دوائی آپسے منگو لائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریمینوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہذا بدیدن خط ہذا میں شیشی اکیر بوا سیر اور بذریعہ دیالی بھیج کر شکر بے کاموقع دیکھے۔"

## اکیر ذیابیطس

ذیابیطس ایک بہت ہی خطرناک بیماری ہے۔ یہ اندر ہی اندر انسان کو اتنا کھوکھلا بنا دیتی ہے کہ حقیقی معنوں میں انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ لگاتار رسالہ سال کے تجربہ کے بعد ایک لیا نسخہ تاجہ آگیا ہے۔ جو حقیقی معنوں میں اس مرض کے لئے اکیر اور تیر بہد ف ہے۔ اس کے اجزاء نایاب اور بہت قیمتی ہیں۔ اس کے پورے کو اسکی اصل قیمت تو بیس روپے ہے۔ مگر محض اپنی دوا کی شہرت کے لئے کھوڑے عرصہ کے واسطے اسکی قیمت دس روپے مقرر کی گئی ہے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے آپ اپنے پیشاب کو میٹ کر امی۔ اور پھر اس دوا کے ختم کرنے کے بعد اگر پیشاب میں شوگر رہ جائے۔ تو حلفیہ شہادت پر بغیر کسی قسم کی جمل و حجت کے قیمت واپس کر دی جائے گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ اس کے اجزاء بہت نایاب اور قیمتی ہیں۔ اس لئے فی الحال یہ بہت تقویٰ مقدار میں تیار کی گئی ہے۔ جن کے آرڈر چھ آئیں گے۔ انہیں ترجیح دی جائیگی۔

## موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اسکی استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بد بو سے دہی کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دواونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔

## رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بینظیر تحفہ ہے۔ مغریح دل اور مقوی دماغ جس سے جو ہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کا لکی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر کھڑا۔ آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھنے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ بستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری دوا سے آپ کو

بے نیاز کر دینا ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا کی قیمت صرف پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

## اکیر معدہ

ہیضہ۔ بد ہضمی۔ کھانسی۔ درد شکم۔ اچھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گرگڑانا۔ کھٹی کاریں۔ جی متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر کھڑا۔ گرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ کیلئے تیر بہد ف ہے۔ دودھ۔ کھج۔ بھنسن۔ بالائی۔ اندھے وغیرہ معجم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کے لئے اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے قیمت فی شیشی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## ترياق گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اسکی بیخ کنی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ

## اکیر کبر جس کا اثر مستقل ہے

اکیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا آشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہیمین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی نیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ناضجہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کھڑا۔ آنکھوں میں انہیر۔ آنکھ بے چینی۔ بستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکیر بفضلہ تعالیٰ آخری امد یعنی علاج ہے۔ لاکھ متقابلین قیمت بڑا نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## اکیر اکبر ۵ سالہ ۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد خاں صاحب عالی اسٹنٹ سرجن فورٹ لاہور ضلع کوٹلہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر ۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ تو اس کے استعمال سے حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چرطی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔ اکیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب اپنی رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔"

## تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی ہر بیماری کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی ایک شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں اب حیات اور ہر مرض کے لئے اکیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گتھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہت ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بد ہضمی کے لئے اکیر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی: روپے ۱۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی۔

جناب مسٹر فیصل الرحمن صاحب اپرا ایریزو میڈی آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ: میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اسکی جتنی کٹوریٹ کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ میرے بچوں میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے کامل شفا ہو گئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہت ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر اتنا بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی۔ پی بیج کر شکریہ کا موقع دیں۔

## اکسیر بچکان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکیر ہے۔ اس لئے اس کا نام "اکسیر بچکان" رکھا گیا۔ اسہال ہر قسم۔ پیش اور بچوں کے سوکھاپن وغیرہ کے لئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہت ہے۔ سبز رنگ کے اسہال اور سوکھاپن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے۔ اور بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال پیش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## قبض کشا گولیاں

اول تو کہیں کھجور کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گرد میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن کھجور کا پانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام کھجور کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ کے معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ یہ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑ دیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ

ہے۔ قیمت ایک سو گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے فرج کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بد قسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھڑنا بہت مشکل ہے۔ یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت ڈیڑھ سو گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## فتہ ڈاکٹر کی رائے کہ یہ گولیاں تیر بہت ہیں

جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب ہسپتال منجانب سے تحریر فرماتے ہیں کہ: "تین سو گولی کا پہلے آرڈر دے چکا ہوں۔ پانچ سو گولی کا اور آرڈر دیتا ہوں۔ فوراً روانہ کیجئے۔ واقعی یہ گولیاں افیون چھڑانے کے لئے تیر بہت ثابت ہوئی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ افیون باسانی چھٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ایجاد کے لئے جزائے خیر دے۔"

## اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اسکی وجہ نہ اٹھتے نہ بیٹھتے۔ نہ سوئے نہ جاگتے۔ نہ چلتے نہ پھرتے۔ حتیٰ کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے مریض کو زندہ درگور کہا جائے۔ تو صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور وسیع تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ دو سہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا کر دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## جناب ملک شیر محمد خان صاحب کو طے حمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں کہ: "سالانہ جلد پر جو آپ سے اکسیر دمہ اکیر البدن اور اکسیر اکبر لایا۔ استعمال کیا۔ حیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے۔ کہ یہ نسخے آپ نے کہاں سے حاصل کئے۔ اگر میں پورا بیان کروں۔ تو فلک بھی سر بسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کی ادویہ سے مجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپ کی محنت اور کوشش پر بے ساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بے نظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔"

## اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک

روگ نہیں۔ یہ اندری اندر کی طرح انسانی صحت کا ستیرہا کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ طبیعت سرد۔ چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پورے ہوئے۔ دل آلتا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اسکی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی سی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## بیس سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھمناں ڈاکخانہ ڈوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ: "جو جناب سے اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

## تریاق سوزاک

یہ نامراد مرض درحقیقت شیروں کو بزدل۔ جوانمردوں کو زندہ درگور بنانے والا۔ پیشاب کا جل کر آتما جس میں بیپک اخراج ہو۔ پیشاب کی نالی میں زخم کی وجہ سے درد کے ساتھ تڑپنے اور پلٹنے مریضوں کے لئے ہماری دوا "تریاق سوزاک" پیغام شفا ہے۔ اسکی پہلی خوراک ہی سے درد۔ جلن۔ سوزش دور ہو کر ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور مریض جلد نکلیات سے نجات پا کر راحت محسوس کرتا ہے۔ باقی خوراکوں سے باقی ماندہ نقائص دور ہو کر انسان جوانمرد تندرست اور قابل اولاد ہو جاتا ہے۔ قیمت سالم شیشی پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## ست سلاجیت خاص

ویدک اور یونانی طبیب ہر دوا اس کے فوائد کے یکساں معترف ہیں۔ بازار سے ایسی چیز ایک روپیہ تولہ پر بھی نہیں ملے گی۔ قیمت ایک چھٹانک ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک علاوہ۔

## طلائے بینیظیر

اس نے سب طلاؤں کو مات کر دیا ہے۔ بلحاظ فوائد بینیظیر ہے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

## پھول بغیر کا نٹا

طلائے بینیظیر کے فوائد کے علاوہ اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ باندھنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت ایک تولہ تین روپے محصول ڈاک علاوہ۔